نبویؐ منہاجِ انقلاب

حفصہ نسرین

الحمد للّٰہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی اٰلہ واصحابہ

ومن والاہ امابعد :

تخلیق آدمؑ کے بعد اللہ رب العزت نے نہ صرف ذریت آدمؑ کی مادی ضروریات کی تکمیل کا بہترین انتظام فرمایا بلکہ اس کے لئے رشد وہدایت اور روحانی تربیت کا بھی مکمل و بہترین اہتمام فرمایا اور اس کام کے لئے انبیاء و رسل کی آمد کا سلسلہ جاری رکھا جو کہ اپنے اپنے ادوار میں اصلاحِ انسانیت کا کام کرتے رہے اور اپنی اپنی اقوام میں اصلاح کی ذمہ داری کو بطریق احسن پورا کرتے رہے۔ خود حضرت شعیب علیہ السلام کا قول' جو کہ قرآن پاک میں موجود ہے' اس ذمہ داریِ اصلاح پر دلالت کرتا ہے۔ فرمایا :

﴿ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ ﴾

(ھود : ۸۸)

"میں تو اصلاح ہی کرنا چاہتا ہوں جہاں تک بھی میرا بس چلے۔ اور یہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے"۔

ہر دور میں انبیائے کرام کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ تاہم ان انبیاء میں سے کوئی بھی نبی تمام دنیا کے لئے مبعوث نہ ہوئے تھے بلکہ مخصوص حالات میں مخصوص اقوام کی طرف مبعوث ہوئے' حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ ان کے بعد رفتہ رفتہ عام دنیا کے حالات ابتر سے ابتر ہوتے گئے۔ اخلاقی' مذہبی' سیاسی' گویا ہر اعتبار سے دنیا کی حالت نہایت ہی دگرگوں تھی۔ انسان دھیرے دھیرے اشرف المخلوقات کے مرتبے سے گر کر اسفل سافلین کے درجہ پر پہنچ چکا تھا۔ اِلّا ماشاء اللہ۔

روما کی عظیم سلطنت کے ٹکڑے ہو چکے تھے۔ اس کے نیم وحشیانہ آئین و قوانین بھی مسخ ہو کر اپنے مظالم و مصائب کو اور بھی زیادہ مہیا و موجود اور محاسن کو جو پہلے ہی بہت

کم تھے معدوم و مفقود کر چکے تھے۔ ایران کی شہنشاہی ظلم و فساد کا ایک مخزن بنی ہوئی تھی۔ چین و ترکستان خونریزی و خونخواری کا مامن نظر آتے تھے۔ ہندوستان میں راجہ اشوک اور راجہ کنشک کے زمانے کا نظام و انتظام ناپید تھا۔ مہاراجہ بکرماجیت کے عہد سلطنت کا تصور بھی کسی کے ذہن میں نہیں آسکتا تھا۔ نہ بدھ مذہب کی حکومت کا کوئی نمونہ موجود تھا نہ برہمنی مذہب کا کوئی قابل ذکر پتہ و نشان دستیاب ہو سکتا تھا۔ عارف بدھ کا نام عقیدت سے لینے والوں کی یہ حالت تھی کہ حکومت کے لالچ، دنیا طلبی کے شوق اور ضعف کے نتیجہ میں سخت سے سخت قابل شرم حرکات کے مرتکب ہو جاتے تھے۔ یورپ اگر ایک بیابان گرگستان اور وہاں کے باشندے حیوانوں سے بھی بدتر خون آشام و مردم کش درندے تھے، تو عرب تمام عیوب و فسادات کا جامع تھا اور وہاں کے باشندے حیوانوں سے بھی بدتر حالت کو پہنچ چکے تھے۔ غرضیکہ دنیا کے کسی ملک اور کسی خطہ میں نسل انسانی اپنی انسانیت و شرافت پر قائم نظر نہیں آتی تھی اور بحر و بر سب ماؤف ہو چکے تھے۔ (۱)

اور خود وہ خطہ، جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا، اس کی معاشرتی و اخلاقی حالت کیا تھی؟ وہ شاعر جس کا کلام عربوں کا مایۂ افتخار ہے، صرف موجودہ زندگی کی لذتوں کے گیت گاتا تھا اور لوگوں کی اخلاقی خرابیوں کو شہہ دیتا تھا، فکر فردا کسی کو نہ تھی۔ (۲)

قانونِ فطرت ہے کہ جب تاریکی شب بہت بڑھ جاتی ہے تو یہ از خود اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اجالا ہونے کو ہے۔ لہٰذا ان بگڑے ہوئے حالات کا فطری تقاضا ایک انقلاب تھا۔ وہ انقلاب جو کہ ہادیٔ اعظم ﷺ کے ذریعہ برپا ہوا۔ وہ انقلاب جس نے تاریخ انسانی کا دھارا موڑ دیا اور انسان کو حشرات الارض کی سی پستی میں سے اٹھا کر اوجِ ثریا تک پہنچا دیا ؎

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

آنحضور ﷺ کے برپا کردہ انقلاب کے منہاج و خصائص پر بحث کرنے سے قبل مناسب ہو گا کہ انقلاب کے معنی و مفہوم کا جائزہ لیا جائے۔

انقلاب کا معنی و مفہوم

لسان العرب میں انقلاب کے معنی اس طرح بیان کئے گئے ہیں :

والانقلاب الی اللہ عزوجل : المصیر الیه والتحول وقد قلبه اللہ الیه' هذا کلام العرب .... والانقلاب الرجوع مطلقا [۳]

المنجد میں انقلاب کے معنی یوں بیان کئے گئے ہیں : اِنْقَلَبَ ۔ یَنْقَلِبُ ۔ اِنْقِلَابٌ "اُلٹ جانا' پلٹنا' مڑنا' سرنگوں ہو جانا"۔ [۴] اور مفردات القرآن میں انقلاب کے معنی کچھ یوں درج ہیں : اَلْاِنْقِلَابُ کے معنی پھر جانے کے ہیں۔ [۵] انقلاب کا مادہ ق ل ب ہے۔ مندرجہ بالا تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ انقلاب کے معنی مکمل تبدیلی اور کسی چیز کے اپنی حالت سے پھر جانے کے ہیں۔ انقلاب ایک ایسا طرزِ عمل ہے جو کسی حالت و کیفیت میں تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ انقلاب مکمل تبدیلی اور پورے تغیر کا نام ہے۔ [۶] دوسرے الفاظ میں انقلاب ایک ایسی زبردست اور ہنگامہ خیز تبدیلی کا نام ہے جس سے معاشرے کی تسلیم شدہ بنیادوں کو ڈھا کر اس کی تعمیر و تشکیل نئے سرے سے کی جاتی ہے۔ [۷]

قرآن حکیم میں لفظ انقلاب کا استعمال

اللہ تعالیٰ سورۂ حج میں فرماتے ہیں :

﴿ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ ﴾ (الحج : ۱۱)

"اور اگر پہنچے اس کو فتنہ پلٹ جاوے اوپر اپنے منہ کے"۔

اسی طرح فرمایا :

﴿ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ ﴾ (آل عمران : ۱۴۴)

"پھر جاؤ گے اپنی ایڑیوں پر"۔

اسی طرح الاعراف : ۱۱۹' یوسف : ۶۲' المطففین : ۳۱ اور التوبہ : ۹۵ میں بھی انہی معنوں یعنی پھر جانے' پلٹنے اور لوٹنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

حدیث میں لفظ انقلاب کا استعمال

آنحضور ﷺ ایک دعا کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور آپؐ نے اس دعا کو پڑھنے کی تاکید بھی فرمائی ہے :

((یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ)) (۸)

"اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر جمادے!"

گویا جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے انقلاب برپا کیا تو مراد یہ ہے کہ معاشرے کے مروجہ اصول و قوانین کو اُلٹ پلٹ دیا اور نئے انداز میں معاشرے کی شیرازہ بندی فرمائی۔ دنیا میں حضور ﷺ وہ واحد اور حقیقی قائد انقلاب تھے جنہوں نے دنیا کی تشکیل کا پرانا ڈھانچہ بدل دیا اور دنیا کو سب کچھ نیا دیا۔ آپؐ نے دنیا کو ایک نیا معاشرہ' نیا نظام' نیا ضابطہ اور نیا انسان دیا۔ (۹)

آنحضور ﷺ کی پیدا کردہ تبدیلی کو محض اصلاح نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اصلاح کے معنی "درست کرنے" کے ہیں جب کہ آپؐ نے محض اصلاح کے بجائے تمام معاشرہ کی کایا پلٹ دی۔

انقلابِ نبویؐ کا آغاز

اس عظیم انقلاب کا آغاز غار حرا سے ہوا اور انقلابی نعرہ "لاالٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ" تھا۔ مروجہ اصطلاحات سے بالکل ہٹ کر یہ ایک نیا جامع انقلابی نعرہ تھا جس سے کفار و مشرکین کے دل دہلے جاتے تھے۔ لا اور الاّ کی للکار یہ ثابت کرتی تھی کہ یہ محض ایک مذہب کی نمائندگی نہیں بلکہ پورا ایک نظام ہے جو ایک مکمل ضابطہ حیات کا حامل ہے۔
اس انقلابی دعوت کا آغاز آنحضور ﷺ نے اپنے گھر سے فرمایا۔ جوں جوں یہ دعوت پھیلتی گئی آنحضور ﷺ کی مخالفت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جاء الصادق اور جاء الامین کہنے والے ابتداءً آپؐ کو نظرانداز کرتے رہے اور آپؐ کے بارے میں یہ کہا کہ یہ ایک دور اَز کار باتیں سوچنے والا خبطی ہے' ایک انقلاب پسند دیوانہ ہے۔ (۱۰)

اس کلمۂ انقلاب میں ایک معبود کی عبادت کی دعوت تھی۔ اور عبادت محض مذہبی رسوم کا نام نہیں' بلکہ ہر شعبہ زندگی میں الٰہی احکام و قوانین کی اتباع کا نام ہے۔ اسی وجہ سے ساکنان مکہ نے ابتداءً نظراندازی اور تضحیک کے بعد ایک سخت رویہ اپنایا۔ یہ رویہ تشدد کا تھا۔ ہر کلمہ گو کو اور ہر اس شخص کو' جو اس انقلابی تحریک کا کارکن بن جاتا تھا' شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑتا تھا' اذیتیں برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ لیکن مسلمانوں کی طرف سے کوئی جوابی کارروائی نہیں ہوئی۔

عدم تشدد کا رویہ

مکہ مکرمہ میں آنحضور ﷺ نے تمام تر توجہ عقیدہ کی مضبوط بنیادیں استوار کرنے پر رکھی۔ یہ دَور عقیدۂ توحید کو دل میں راسخ کرنے کا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ انقلابی تحریک کے کارکنان کی تربیت اس دور کا ایک اہم کام تھا۔ اللہ رب العزت اس عدم تشدد کے رویہ کو یوں بیان فرماتے ہیں :

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ . . . ﴾ (النساء : ۷۷)

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو...."

آنحضور ﷺ اپنے تمام ساتھیوں کو صبر کی نصیحت فرماتے اور انہیں تشدد کے جواب میں ہاتھ اٹھانے سے منع فرماتے تھے۔ آپؐ کی نظر میں تمام اہمیت اس بات کی تھی کہ اس انقلابی جماعت کے کارکنان کی بہترین طریقہ پر روحانی و اخلاقی تربیت کی جائے تاکہ وہ ہر قیمت پر اپنے نظریہ پر پختگی کے ساتھ جمے رہنے کی صلاحیت حاصل کرلیں۔ اس لحاظ سے یہ دنیا کا واحد انقلاب تھا جس میں تشدد کا مزاج قطعاً نہ تھا بلکہ رافت و رحمت اور ﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾ کا تصور پایا جاتا تھا۔

تزکیۂ نفس

آنحضور ﷺ نے اس انقلابی جماعت کے کارکنوں کا تزکیۂ نفس کیا اور ان کے اندر وہ جذبہ بیدار کیا جس کی بنا پر وہ ان تمام مصائب اور شدائد کو نہایت صبر سے برداشت کرنے پر تیار ہو گئے۔ آپؐ نے ان تمام مسلمانوں کے نفوس سے تمام بیماریوں کی بیخ کنی کی اور ان کی تربیت اس انداز میں فرمائی کہ نفس امارہ سے نفس مطمئنہ تک کا سفر ان کے لئے سہل ہو جائے۔ آپؐ کی تمام جدوجہد کی غرض و غایت اور مقصود و منتہاء انسانی نفوس کا تزکیہ تھا۔[11] قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے مقاصد بعثت میں تزکیۂ نفس کا ذکر بار بار فرمایا ہے۔

فطری انقلاب

آنحضور ﷺ نے جو انقلاب برپا فرمایا اس کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ آپؐ نے انسانی فطرت کو اس کے اصل مقام پر ہی رکھا۔ یعنی اس انقلابی تحریک میں شامل

ہونے والوں کے لئے یہ شرط قطعاً نہ تھی کہ یہ لوگ کھانا پینا' اہل و عیال کے ساتھ رہنا چھوڑ دیں۔ عیسائیت کے پھیلائے ہوئے رہبانیت کے تصور کی بھی نفی کر دی گئی اور اس تصور کو بھی جھٹلا دیا گیا کہ انسان کے لئے فلاح کا راستہ بس یہی ہے کہ مادی وسائل اور دنیا سے رابطہ بالکل ختم کر لے۔ بلکہ آپؐ نے فطری تقاضوں کی ماہیتیں بدل کر انہیں شریعت کے تحت کر دیا۔

فاران کی چوٹیوں سے اصلاح کی جو دعوت شروع ہوئی تھی وہ فطرت انسانی کے بدلنے کی غرض سے نہ تھی بلکہ اس کا مقصد انسانی عادتوں کی دھاتوں کو خالص سانچوں میں دبا کر اچھی شکلوں میں تبدیل کرنا تھا اور ان کے اظہار کے لئے راستوں کا مقرر کرنا تھا۔ [۱۲] آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنی فطرت و جبلت کو قائم رکھتے ہوئے نہایت عمدگی سے دین انقلاب کے مطلوبہ سانچے میں ڈھل جائے۔ آپؐ نے اس انقلابی تحریک کے کارکنان کی تربیت ایسی عمدگی سے کی کہ اقوامِ سابقہ کے برعکس انہوں نے اللہ اور عباد اللہ سے بہترین انداز میں تعلق قائم کیا۔ اور یہ زمانہ آ گیا کہ انسان وہی تھے لیکن ان کے دلوں کی دنیا بدل گئی تھی' حلت و حرمت کے پیمانے بدل گئے تھے' تہذیب و تمدن کے انداز بدل گئے تھے۔ یہی تھا وہ عظیم انقلاب جو حضور ﷺ نے دنیائے عرب میں برپا کیا جس سے سرزمین عرب ہی کیا ساری دنیا میں ایک تہلکہ مچا' ایک بھونچال آیا جس نے طاغوتی و جبروتی طاقتوں کو ہلا کر رکھ دیا...... عمر رضی اللہ عنہ جیسے معزز قریشی بھی بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو "یا سیدی" کہہ کر پکارنے لگے۔ [۱۳] اس انقلاب میں اشتراکی انقلاب کی طرح انسان کو اس کی فطری حاجات و خواہشات سے روکنے کی کوئی شق نہ تھی۔

ہجرت مدینہ۔ نبوی انقلاب کا ایک اہم سنگ میل

بعثت نبویؐ کے ۱۳ سال بعد آنحضور ﷺ کو اللہ کی طرف سے اذنِ ہجرت ملا۔ اس ہجرت نے اس انقلاب کا رخ ایک نئی سمت میں موڑ دیا۔ مکی دور کی تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے بھی صبر کا حکم دیا۔ یہ تمام دور جہاد کا تو تھا لیکن قتال کا نہیں۔ اب قتال کا حکم تھا اور آپؐ کا انقلاب اب قتال یعنی جہاد بالسیف کی طرف مڑ گیا تھا۔ اب تصادم کا دوسرا مرحلہ یعنی مسلح تصادم کا وقت تھا۔ تصادم کا آغاز درحقیقت انقلابی جماعت کی طرف سے ہوتا ہے اور تصادم انقلاب کا ناگزیر خاصہ ہوتا ہے۔ [۱۴]

اقدام اور مسلح تصادم کا مرحلہ

مکی دور تربیت کا دور تھا۔ صبر کی حکمت یہ تھی کہ انقلابی جماعت کے ارکان خود کو اس حد تک پختہ کرلیں کہ پھر مسلح تصادم کا مرحلہ آئے تو جان ہتھیلی پر رکھ کر لڑنے میں کوئی عار نہ سمجھیں۔ ہجرت ایک کسوٹی تھی جس نے کھرے کھوٹے کو الگ الگ کر دیا۔ اب جبکہ کھرے اور مخلص لوگوں کی جماعت ایک جگہ جمع تھی تو یہ ضروری تھا کہ کفار پر اپنی عسکری طاقت کو بھی واضح کیا جائے۔ لہٰذا آنحضور ﷺ نے غزوۂ بدر سے قبل ۸ مہموں کا اہتمام کیا جن میں سے چھ میں خود تشریف لے گئے اور دو میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہی بھیجا۔ اس کے علاوہ آپؐ نے مکہ کی تجارتی شاہراہ پر رکاوٹیں پیدا کرنے کا آغاز فرمایا۔ حضورؐ نے درحقیقت قریش کی رگِ جان (Life Link) پر ہاتھ ڈالا' ان کے تجارتی قافلوں کے راستوں کو مخدوش بنادیا اور اس طرح ان کی معاش کے لئے ایک خطرہ کھڑا فرمادیا۔ (۱۴) اس کارروائی کا مقصد کفار کو یہ احساس دلانا تھا کہ اب ہم تمہارے ہاتھوں اذیتیں برداشت کرکے چپ رہنے والے نہیں بلکہ ایک طاقت ہیں اور ایسی طاقت کہ تمہارا سامانِ خورد و نوش تک تم سے چھین سکتے ہیں۔ گویا ہجرت کے ساتھ ہی مراحل انقلاب میں سے پانچواں مرحلہ یا یوں کہئے کہ تصادم کا دوسرا مرحلہ (Phase) شروع ہوگیا۔ (۱۶)

لہٰذا اس دور میں آنحضور ﷺ ایک مدبر جرنیل اور کامیاب سیاستدان کے روپ میں نظر آتے ہیں۔ اور مکی دور کے بالکل برعکس یہ دور مسلح تصادم کے واقعات سے بھرپور رہے۔ غزوۂ بدر سے لے کر غزوۂ احزاب تک کا زمانہ اس انقلاب کے مسلح تصادم کا زمانہ تھا۔ اور کفار نے تمام عرب کے جمع ہونے کے باوجود بھی سمجھ لیا کہ اب یہ انقلاب نہ صرف عرب کے اندر پھیلے گا بلکہ بیرونِ عرب بھی اسی کا بول بالا ہوگا۔ دوسری طرف اب ہجرت کے بعد مسلمانوں کو ایک محفوظ ٹھکانہ میسر آگیا تھا' جہاں سیاسی طور پر بھی مسلمانوں کو برتر پوزیشن حاصل تھی' چنانچہ وہاں گویا ایک باقاعدہ اسلامی ریاست ابتدائی درجے میں معرضِ وجود میں آ چکی تھی۔ اس کیلئے قواعد اور ہر شعبہ زندگی سے متعلق اُمور میں احکامات و ہدایات کا ہونا بھی ضروری تھا۔ لہٰذا اب ہم انقلاب نبویؐ کے اس رُخ کا جائزہ لیں گے جو کہ ریاست مدینہ کے قیام کے بعد سامنے آتا ہے۔

سیاسی انقلاب

آنحضور ﷺ نے مروجہ سیاسی نظام کو جو کہ کسی ایک مرکز کے بجائے قبائلی سرداری پر مشتمل تھا' ترک کر کے نیا اور مفید سیاسی نظام پیش کیا۔ آپؐ نے سردار یا حاکم کے عوام الناس سے برتر ہونے کے تصور کو جھٹلا کر ((سید القوم خادمھم)) کا تصور دیا۔ گویا انسانوں کے انسانوں پر تسلط کو ختم کر دیا اور اللہ رب العزت کے پیش کردہ اصول ﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ﴾ کو حقیقتاً نافذ کر دیا۔ دنیا کا پہلا منشور "میثاق مدینہ" وجود میں آیا جس کی حیثیت ریاست مدینہ کے عبوری دستور کی تھی۔

در حقیقت حضور اکرم ﷺ کے پیش نظر جہاں اعتقادی اور اخلاقی انقلاب تھا وہاں پوری اہمیت کے ساتھ سیاسی انقلاب بھی تھا۔ جہاں فرد کی اصلاح مطلوب تھی وہاں تمدن کی درستی بھی مطلوب تھی۔ دوسرے لفظوں میں حضور اکرم ﷺ نے انسان کو ایک اجتماعی وجود کی حیثیت سے سامنے رکھا اور اس کی اصلاح اس کے جملہ تمدنی رابطوں سمیت کرنا چاہی۔[(۱۷)]

آپؐ کے برپا کردہ انقلاب کا عملی مظہر خلافت راشدہ کے خاتمہ تک اپنی اصل شکل میں جلوہ گر رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ راتوں کو گشت کرتے نظر آتے ہیں' تاکہ خبر رکھ سکیں کہ کسی کی کوئی ضرورت پوری ہونے سے رہ تو نہیں گئی۔

اقتصادی انقلاب

آنحضور ﷺ نے زندگی کے دیگر شعبوں کے ساتھ ساتھ اقتصادی شعبہ میں بھی انقلاب برپا کیا۔ ایک ایسے معاشرے میں' جہاں ناداروں کا کوئی پرسان حال نہ تھا' آپؐ نے گردشِ زر کا بہترین اصول دے کر ان غریبوں کی مدد فرمائی۔ سود کا خاتمہ کیا' جو کمزور طبقہ کے لہو کو کسی موذی جانور کی طرح چوس رہا تھا۔ اللہ رب العزت نے ﴿ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ﴾ کا حکم دیا۔ آپؐ نے اسے حقیقتاً نافذ فرما دیا اور فرمایا :

((من آتاه الله مالاً فلم يود زكاته مثل له يوم القيمة شجاع اقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيمة ثم ياخذ بلهزمتيه يعنى شدقيه ثم

یقول انا مالک انا کنزک۔ ثم تلا ﴿ وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ' بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ 'سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ ...... الاية)) (18)

"جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کے پاس لایا جائے گا' اس کے دو لمبے دانت ہوں گے اور وہ سانپ قیامت کے دن اس کے گلے کا طوق بن جائے گا' پھر اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں' تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی : "جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس گمان میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے۔ نہیں' یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے۔ جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا"۔

اشتراکی جس گردشِ دولت کا راگ الاپتے ہیں اور جو انقلاب لاکھوں انسانوں کا خون بہانے کے بعد لائے ہیں اس کی بنیاد بہترین اور مفید ترین شکل میں چودہ سو برس قبل رکھ دی گئی تھی' جب کہا گیا :

﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ﴾ (التوبة : ۳۴)

"اور جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے"۔

ایک جدید فلاحی مملکت حتیٰ کہ کیمونزم بھی اقتصادی انصاف میں ان حدود سے آگے نہیں جا سکتی جو سرورِ کائنات ﷺ نے متعین فرمائی ہیں۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں ان دونوں کا مقصد ضرورت مندوں کو "کھانا کھلانا" ہے۔ بشرطیکہ اس کھانا کھلانے کو اس کے لغوی معنوں میں نہ لیا جائے۔ (19)

علمی و سائنسی انقلاب

عربوں کے ہاں لکھنے پڑھنے کا کوئی رواج نہ تھا۔ توہم پرستی کی بنیادی وجہ ہی جہالت

تھی۔ اسی لاعلمی کا شاخسانہ تھا کہ کوئی ستاروں کو پوجتا تھا' کوئی سورج کو دیوتا مانتا تھا۔ مظاہر فطرت سے خوفزدگی علم کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہی تھی۔ حتیٰ کہ یورپ بھی اندھیروں کا شکار تھا' اور ہائی پیشیا جیسی معلمہ کو بہیمانہ انداز میں قتل کر دینا اسی لاعلمی و جاہلیت کا مظہر تھا۔

آپؐ نے علم پر توجہ دی' حصول علم کو ضروری قرار دیا اور اللہ کے فرمان کو بصراحت پیش کیا : ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (الزمر : ۹) "آپ کہہ دیجئے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟" اور آنحضور ﷺ نے علم و حکمت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا : ((اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا هُوَ اَحَقُّ بِهَا))[۲۰] "حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے' وہ اسے جہاں پائے اس کا زیادہ حقدار ہے"۔

یورپ جس سائنسی ترقی کا علمبردار ہے' اس سائنس کا آغاز پیغمبر انقلاب ﷺ نے ہی کیا تھا۔ مشاہدہ اور تحقیق کی طرف اللہ نے اس انداز میں توجہ دلائی ہے :

﴿ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ○ وَاِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ○ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ○ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ○ ﴾ " (الغاشیہ : ۱۷-۲۰)

"کیا نہیں دیکھتے اونٹوں کی طرف کہ کیونکر پیدا کئے گئے اور آسمان کی طرف کہ کیونکر بلند کیا گیا اور پہاڑوں کی طرف کہ کیونکر گاڑے گئے اور زمین کی طرف کہ کیونکر بچھائی گئی"۔

آنحضور ﷺ کی یہ دعا سائنسی طرز فکر کی نمائندگی کرتی ہے :

((اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ لِىْ وُجُوْهَ الْحَقَائِقِ))

"اے اللہ میرے لئے حقائق کو کھول دے"۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اور داعیٔ اسلام' یعنی داعیٔ انقلاب معاشرے میں موجود اندھی تقلید کے رجحان کے برعکس غور و فکر اور مشاہدہ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ گویا گمراہوں کو راہ راست پر لانا' دانائی سکھانا اور پاکیزہ بنانا پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیم کا طرہ امتیاز تھا۔ جاہل قومیں عقل مند بن گئیں۔ خونخوار' وحشی' شراب خور اور درندہ

صفت' پاکباز' رحیم' شفیق اور امین بن گئے۔ جرائم کا نشان مٹ گیا۔ (۲۲)

غیر خونی انقلاب

آنحضور ﷺ کے برپا کردہ انقلاب کی نہایت اہم اور سب سے زیادہ قابل تحسین خوبی یہ ہے کہ یہ انقلاب بلاشبہ غیر خونی انقلاب تھا۔

دنیا کا عظیم ترین اسلامی انقلاب غارِ حرا' دارِ ارقم' حرمِ کعبہ' سوقِ عکاظ' شعب بنی ہاشم' غارِ ثور' مسجد قبا' بدر و اُحد اور خندق و حنین سے ہوتا ہوا فتح مکہ پر منتج ہوتا ہے۔ اور اس آخری معرکے میں کسی کا خون نہیں بہتا۔

حضور ﷺ نے ہر معاملہ میں اور ہر مرحلہ پر حتی الامکان کوشش کی کہ تعمیر کی جائے تخریب نہ ہو۔ روایتی طور پر لاشوں کا مثلہ کرنے کا رواج تھا' آپ نے اس کی ممانعت فرمائی۔ قیدیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا' یہاں تک کہ دس سالہ مدنی دور مسلح تصادم سے بھرپور ہے' لیکن اس میں انسانی جان کی ارزانی اس حد تک بھی نہیں ہے جتنی کہ عربوں کے ہاں صرف ایک جنگ میں ہوا کرتی تھی۔

صدر اول کا یہ عظیم ترین اسلامی انقلاب تاریخ کا عظیم ترین انقلاب تھا جس نے انسانی تاریخ کے دھارے کو موڑ دیا۔ اتنے بڑے انقلاب میں مقتولین کی تعداد اتنی کم ہے کہ اسے غیر خونی انقلاب کہا جا سکتا ہے۔ (۲۳) اگر ہم اپنے جدید دور کے انقلابات پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ انسانی خون کی جتنی ناقدری اس جدید دور کے مہذب لوگوں نے کی ہے تاریخ انسانی کے عظیم ترین انقلاب میں اس کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔

فرانس نے جب جمہوریت کے لئے ایک جمہوری انقلاب برپا کیا تو اس کے لئے اسے اتنی قربانی دینی پڑی کہ فرداً فرداً انسانوں کو قتل کرنا وہاں ممکن نہ رہا تو گلوٹین ایجاد کرنی پڑی جو انسانوں کے سروں کو ناریلوں کی طرح اڑا دیتی۔ حصولِ جمہوریت کی اس مشین کو فرانس کے اندر جگہ جگہ بستیوں کے چوکوں میں نصب کیا گیا تاکہ آنے والی جمہوریت کی دیوی کے سامنے انسانی خون کا بے بہا ہدیہ پیش کیا جا سکے۔ چنانچہ اس انقلاب جمہوریت کے لئے' جو بعد میں صرف لفظوں کی بازی گری بن کر رہ گیا' اندازاً ۴۴ لاکھ انسانوں کو گلوٹین کی بھینٹ چڑھایا گیا اور ہر سفید پوش انسان کو تلوار کی دھار پر سے گزار دیا گیا۔

اسی طرح جب روس میں اشتراکی انقلاب آیا جو خود بھی صرف نصف انسانیت کے مسائل کا حل پیش کرنے کا مدعی تھا تو ایک کروڑ سے زائد انسان قتل و غارت اور برفانی قید خانوں میں موت کے حوالے کر دیئے گئے۔ (۲۴) جبکہ نبویؐ انقلاب میں مقتولین کی تعداد انتہائی حیرت انگیز حد تک کم ہے۔ دنیا کے چھوٹے چھوٹے انقلابات میں بھی ہزاروں لاکھوں جانیں ختم ہو جاتی ہیں اور مال و اسباب کی بربادی کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں، لیکن نبی اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے جو انقلاب برپا ہوا اس کی عظمت اور وسعت کے باوجود شاید ان نفوس کی تعداد چند سو سے زائد نہ ہو گی جو اس ساری جدوجہد کے دوران حضور ﷺ کے ساتھیوں میں سے شہید ہوئے یا مخالف گروہ کے آدمیوں میں سے قتل ہوئے۔ پھر یہ بات بھی غایت درجہ اہمیت رکھتی ہے کہ دنیا کے معمولی انقلابات میں بھی ہزاروں لاکھوں آبروئیں فاتح فوجوں کی ہوس کا شکار ہو جاتی ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں برپا ہونے والے اس انقلاب میں ہمیں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا ہے کہ کسی کے ناموس پر دست درازی ہوئی ہو۔ (۲۵)

ماحصل

نبویؐ انقلاب ایک ایسا جامع موضوع ہے کہ اس پر جو کچھ بھی لکھا جائے اور اس کے جتنے بھی خصائص بیان کئے جائیں پھر بھی ان حیرت انگیز اثرات کا مکمل احاطہ کرنا بہت مشکل ہے جو اس انقلابِ عظیم کی بدولت مرتب ہوئے۔ یہ ایک نادر و نایاب انقلاب ہے۔ ایک ایسا نور جو غارِ حرا سے پھوٹا، داعیٔ عظیم کی زبان سے لا اِلٰہ اِلاّ اللہ بن کر نکلا، یہ اولین اعلانِ توحید جو کوہِ صفا پر ہوا تھا رفتہ رفتہ اذانِ بلالیؓ بن کر گونجنے لگا۔ پھر کچھ ہی عرصہ کے بعد تمام عرب سے اسی صدائے لا اِلٰہ اِلاّ ہو کی بازگشت سنائی دینے لگی۔ یہ معجزہ تو پوری انسانی تاریخ میں ایک ہی بار رونما ہوا تھا کہ ایک فرد محمد (ﷺ) نے دعوت کا آغاز بھی فرمایا، ابلاغ و تبلیغ اور نشر و اشاعت کے جملہ تقاضے بھی پورے کئے، پھر جن لوگوں نے دعوت کو قبول کیا انہیں نہ صرف جمع کیا بلکہ ایک نہایت مضبوط اور محکم تنظیمی سلسلے میں منسلک کیا، پھر ان کا تزکیہ بھی کیا اور تعلیم و تربیت کے تمام تر تقاضے بھی پورے کئے۔ پھر اولاً عدم تشدد اور صبر محض، پھر اقدام اور چیلنج اور بالآخر مسلح تصادم کے مراحل سے بھی

گزارا' اور ہر مرحلے پر بنفس نفیس خود ہی قیادت فرمائی حتیٰ کہ سپہ سالاری کے جملہ فرائض بھی ادا کئے اور کل بیس برس کے عرصہ میں یہ سارے مراحل طے کرکے لاکھوں مربع میل پر پھیلے ہوئے ملک میں انقلاب کی تکمیل فرمادی اور اللہ کے دین کو غالب کر دیا۔[۴۶]

اگرچہ یہ نہایت ہی محیرالعقول واقعہ ہے اور اسے معجزہ کہا جا سکتا ہے' تاہم یہ بات لازماً ذہن میں رہنی چاہئے کہ ارشادِ ربانی ہے: ﴿لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ "نہیں ہے انسان کے لئے مگر جس کی وہ کوشش کرے"۔ یقیناً بدر کے میدان میں فرشتے نصرتِ الٰہی کے ساتھ اُترے تھے لیکن نہایت بے سروسامانی کے باوجود کفار کے لشکر جرار کا سامنا کرنے کا مضبوط اور بہت دلیرانہ فیصلہ کرنے کے بعد۔ بلاشبہ نبی ﷺ کو تائید الٰہی حاصل تھی لیکن اس راہ میں جتنی مشکلات آپؐ نے برداشت کیں کسی اور نے نہ کیں۔ جن آزمائشوں سے آپؐ کے اصحاب رضی اللہ عنہم گزارے گئے وہ ہمارے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ دراصل کسی بھی کام کو کامیابی سے انجام تک پہنچانے کے لئے اخلاص بہت ضروری ہے اور داعیٔ انقلاب محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے کارکنان میں یہ اخلاص انتہا تک موجود ہے۔

یہی وجہ تھی کہ اتنا بڑا انقلاب نہایت قلیل عرصہ میں اور بہت پُرسکون انداز میں انجام پاگیا۔ قرنِ اوّل کے ان عظیم مجاہدوں کی زندگیاں ایسی حیران کن ہیں کہ اگر تاریخی شواہد موجود نہ ہوں تو یہ محض فرضی داستانیں ہی محسوس ہوں ؎

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

ایک طرف انقلابِ فرانس میں گلوٹین سے سر کاٹنے کا منظر دیکھیں اور دوسری طرف فتح مکہ کا مبارک دن ذہن میں لائیں اور اس آواز کو سنیں جو اس عظیم ہستی رحمۃٌ للعالمین ﷺ کے مبارک لبوں سے ادا ہوتی ہے۔ "اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ"۔ یہ لوگ جن کو معاف کر دیا گیا ہے ان میں بدترین دشمن بھی ہیں اور وہ بھی جنہوں نے اذیتیں دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا۔ صرف چار یا پانچ لوگوں کو قتل کرنے کا حکم ہوتا ہے اور پھر ان میں سے بھی نصف معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

کیا دنیا ایسے انقلاب کی کوئی بھی مثال پیش کر سکتی ہے؟ قطعاً نہیں۔ جو صفات سیدنا محمد ﷺ کی ذاتِ بابرکات میں جمع تھیں وہ کسی اور میں ہو ہی نہیں سکتیں۔ اس انقلاب نے کسی انسان کو سرمایہ دارانہ نظام میں زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہو کر تڑپنے سسکنے کا موقع نہیں دیا۔ کسی ذی روح کو سائبریا کے برفانی کیمپوں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کے لئے نہیں چھوڑا۔ اس انقلاب نے عورت کو مصنوعات کی نمائش کی آڑ میں کھلونا یا شوپیس نہیں بنایا اور نہ ہی اسے مشترکہ ملکیت کے زمرے میں شامل کیا' بلکہ اسے وہ عزت دی جس کی دنیا میں کوئی بھی مثال نہیں ہے۔ اس انقلاب نے جاگیردارانہ انداز میں ایک انسان پر دوسرے انسان کے تسلط کو بھی ختم کر دیا۔

دوسری طرف یہ ایک جامع انقلاب ہے۔ آپؐ نے محض قومیت' محض اخلاق یا محض اقتصادی اصلاح کا بیڑہ نہیں اٹھایا بلکہ ایک مضبوط عقیدہ پر جمانے کے بعد اور تزکیۂ نفس کے ساتھ ان سب کی اصلاح فرمائی۔ کیا اب بھی ہمیں ضرورت ہے کہ ہم مغرب سے جمہوریت مستعار لے کر اپنی جانیں عذاب میں ڈالیں؟ یا مارکس لینن کے اندھے قوانین پر چل کر اپنے ان حقوق کو' جو شریعت اسلامیہ نے ہمیں دیئے ہیں' از خود ہی ساقط کر لیں؟ اس وقت یہ فیصلہ خود امت مسلمہ کے ہاتھ میں ہے کہ اسے کیا کرنا ہے؟ اور اگر ہم نے اب بھی فیصلہ نہایت معاملہ فہمی سے نہ کیا تو پھر ؎ "ہماری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں"۔

ان چند صفحات میں نہایت اختصار سے نبوی' منہاجِ انقلاب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس وقت جن ابتر حالات کا شکار ہیں ان کو اس انقلاب کے طریق پر چلتے ہوئے کس طرح درست کیا جا سکتا ہے ـــــ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

حواشی

(۱) اکبر شاہ نجیب آبادی' مولانا۔ تاریخ اسلام' ص : ۱۶

(۲) امیر علی' سید۔ رُوحِ اسلام (مترجم ہادی حسین) ص : ۶۲

(۳) ابنِ منظور افریقی۔ لسان العرب۔ ج ا۔ ص : ۶۸۶

(۴) المنجد۔ ص : ۱۳۲۵

(۵) راغب اصفہانی' امام۔ مفردات القرآن۔ ص : ۷۶۲
(۶) خالد علوی' ڈاکٹر۔ انسان کامل۔ ص : ۱۹۴
(۷) خورشید احمد گیلانی' صاحبزادہ۔ رُوحِ انقلاب۔ ص : ۹
(۸) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی' جامع ترمذی۔ ج ۴' ص ۴۴۸
(۹) اسعد گیلانی' سید' رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب۔ ص ۴۵۶
(۱۰) امیر علی' سید' روح اسلام۔ ص ۴۷
(۱۱) شبیر احمد منصوری۔ مجلہ القلم۔ ص ۴۳
(۱۲) ابو احمد عبداللہ لودہانوی۔ عالمی مشکلات کا یقینی حل۔ ص ۴۰
(۱۳) خادم حسین شاہ انجم۔ ہادی کامل۔ ص ۲۸۹۔۲۹۰
(۱۴) اسرار احمد' ڈاکٹر۔ منہج انقلابِ نبویؐ۔ ص ۱۰۰
(۱۵) اسرار احمد' ڈاکٹر۔ منہج انقلابِ نبویؐ۔ ص ۱۴۱۔۱۴۲
(۱۶) اسرار احمد' ڈاکٹر۔ منہج انقلابِ نبویؐ۔ ص ۱۲۶
(۱۷) نعیم صدیقی۔ محسن انسانیت۔ ص ۳۸
(۱۸) محمد بن اسماعیل بخاری' امام۔ الجامع الصحیح البخاری۔ ج ۲ ص ۱۱۱
(۱۹) کوثر نیازی' مولانا۔ پیغمبر انقلاب۔ نقوش رسول نمبر۔ ج ۴' ص ۲۸
(۲۰) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔ جامع ترمذی۔ ج : ۳۔ ص ۳۸۲
(۲۱) عبدالرحمٰن' منشی۔ اسلام اور انقلاب۔ ص ۱۹۶
(۲۲) خورشید احمد گیلانی' صاحبزادہ۔ روحِ انقلاب۔ ص ۴۶
(۲۳) وحید الزمان خان' مولانا۔ پیغمبر انقلاب۔ ص ۸۲
(۲۴) اسعد گیلانی' سید۔ رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب۔ ص ۲۵۸۔۲۵۹
(۲۵) امین احسن اصلاحی' مولانا۔ سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر۔ ج ۲' ص ۳۴
(۲۶) اسرار احمد' ڈاکٹر۔ برعظیم پاک وہند میں اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل اور اس سے انحراف کی راہیں' ص ۶۹

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔